ہاؤس آف لارڈز میں صحافتی کتاب کی تقریب رونمائی

تحریر: سہیل احمد لون

15 مارچ ءکو ہاؤس آف لارڈز میں لارڈ نذیر احمد نے ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا جس میں پاکستان کے معروف ٹی وی اینکر حامد میر مہمان خصوصی تھے۔ شاعروں، ادیبوں، دانشوروں اور مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے معززین کی ایک بڑی تعداد کے علاوہ مقامی صحافیوں کی ایک کثیر تعداد نے بھی شرکت کی۔ پروگرام حامد میر کی کتاب ''حامد میر کہانی'' کی تقریب رونمائی کے سلسلے میں ترتیب دیا گیا تھا۔ کتاب پر تبصرہ اس لیے ممکن نہیں کہ جناب میر صاحب اپنی انمول کتاب کے چار پیس ہی لے کر آئے تھے جو ہماری دسترس سے باہر ہی رہے۔ لیکن اس کے بارے میں بتایا گیا کہ اس میں وہ انٹرویوز شامل کیے گئے ہیں جو حامد میر نے خاص لوگوں سے کیے ہیں۔ اس کے بعد شرکاء میں سے چند لوگوں کو مختصر خطاب کا موقع بھی دیا گیا۔ حامد میر کے صحافتی کارناموں کی بڑی تعریف کی گئی۔ اس کے بعد حامد میر نے حاضرین کے سوالات کے جواب دینے کی بھی کوشش کی۔ پاکستان کو درپیش مسائل کا حل انہوں نے قانون کی بالادستی قرار دیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے پاکستانی عوام کے ٹیلنٹ خاص طور پر یوتھ کی بڑی تعریف کی۔ یوتھ یعنی نوجوان نسل جس کا تناسب پاکستان میں اس وقت آبادی کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے ان کے حوصلے، بصارت اور بصیرت کے سبھی دلدادہ ہیں۔ جن ہاتھوں میں پاکستان کا مستقبل ہے کیا ان کی صرف زبانی تعریف کر دینے سے ان کے ٹیلنٹ کا صحیح استعمال کیا جا سکے گا؟ اس وقت میڈیا ریاست کا اہم ترین ستون بن چکا ہے۔ حامد میر بھی اسی ستون کا اہم جزو بھی ہیں جو تجزیہ نگار، کالم نویس، اینکر پرسن کے علاوہ بہت سے خیر سگالی کام بھی کرتے ہیں۔ عوام میں ان کا خوبرو چہرہ جیمز بانڈ 007 سے کم مقبول نہیں۔ آج پاکستان میں فلم انڈسٹری تو تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے مگر قدرت کا یہ اصول ہے کہ جہاں کہیں بھی کوئی خلاء آ جائے اس کو پر ہونا ہی ہوتا ہے۔ کسی زمانے میں لوگ تفریح کے لیے سینماؤں اور تھیٹرز کا رخ کرتے تھے، کسی فلمی ہیرو کی جھلک دیکھ کر اپنے آپ کو بڑا خوش نصیب تصور کرتے تھے۔ فلمی ہیرو، ہیروئین فیشن کا آئی کون سمجھے جاتے تھے، اکثر نوجوانوں کی ہیرو بننا خواہش ہوتی تھی۔ مگر فلم انڈسٹری کے زوال کے بعد لوگوں کا رجحان تبدیل ہوتا جا رہا ہے۔ اب شہرت اور دولت کے متلاشی سینماؤں کی بڑی سکرین کی بجائے ٹی وی کی چھوٹی سکرین پر صبح شام ہر گھر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ کسی زمانے میں سینماؤں میں دن میں تین شوز ہوا کرتے تھے آج ٹی وی پر سارا دن شوز ہی شوز ہوتے ہیں۔ کبھی ٹی وی پر صرف کوئز شو ہوا کرتا تھا یا پھر کسی تہوار کی مناسبت سے کسی شو کا اہتمام کیا جاتا تھا لیکن اب ٹاک شوز کا سونامی ساری انٹرٹینمنٹ کو بہا کر لے گیا ہے۔ حامد میر بھی صحافت کے قلمی تقاضے نبھانے کے ساتھ ساتھ ایک نجی چینل پر ٹاک شو کی میزبانی بھی کرتے ہیں۔ حامد میر غریب عوام اور ٹیلنٹ سے بھرپور نوجوان نسل کے حق میں نعرہ لگانے والوں میں سے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری نوجوان نسل میں اتنا دم ہے کہ وہ کسی کا دم بھرے بغیر کسی کا بھی دم نکال سکتی ہے۔ مگر اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ نوجوان نسل کو کچھ کرنے کا موقع تو دیا جائے۔ نوجوان نسل کے جدید اور اچھوتے خیالات کو سنا تو جائے۔ مگر ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ ''ہتھوں دیاں نہ تے کھا پتر بجھے ریاں'' اس وقت باقی اداروں کی طرح میڈیا میں بھی یہی حال

ہے۔ آپ کسی چینل کا کوئی ٹاک شو دیکھ لیں اس میں وہی پرانے چہرے جو اس ملک کا ستیاناس کرنے میں پیش پیش رہے ہیں ان سے ملک بچانے کی ترکیبیں پوچھیں جاتی ہیں۔ حامد میر سے تو خیر اس بات کا اعتراض ہی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ انہوں نے اپنے شو کا نام ہی ''کیپٹل ٹاک'' رکھا ہے جس میں صرف ان لوگوں کو بلایا جاتا ہے جو ملک کے ,,کیپٹل،، میں عوامی پیسے سے عیاشی کر رہے ہوں یا جن کے پاس ,,کیپٹل،، ہو......دیانتداری، بصیرت، بصارت اور نیک جذبات ہوں نہ ہوں اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ حامد میر پاکستان کی نوجوان نسل سے بڑے پرامید ہیں تو نئی نسل کو آگے لانے کے لیے اپنا کردار بھی ادا کریں۔ میڈیا میں بڑی طاقت ہے مگر اس کا استعمال صحیح ہونا ضروری ہے۔ بڑی مدت سے سرمایہ داروں سے بات چیت کر لی اب ذرا ''کیپٹل ٹاک'' کی بجائے ''عوامی ٹاک'' بھی کر لیں جس میں '' کیپٹل'' ہونا شرط نہ ہو بلکہ دیانت، ذہانت، اہلیت، قابلیت، شعور اور جذبے کو دیکھ کر ایک عام نوجوان سے ملک کو درپیش مسائل کا حل پوچھا جائے۔ میڈیا کی بین اتنی دیر سے بج رہی ہے کہ ساری عوام کو مسائل کا ناگ جھومتا ہوا نظر آ رہا ہے، مسائل کے ان ناگوں کو امن کی پٹاری میں بند کرنے کے لیے ہمیں سانپوں کی فوج نہیں چاہئے جو پہلے سے عوام کو بری طرح ڈس رہی ہے بلکہ ایسے دیانتدار سپیروں کی ضرورت ہے جو ان کو پٹاری میں بند کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے بلوں کو بھی ہمیشہ کے لیے بند کر دیں تا کہ آئندہ ان کی شوکر بھی سنائی نہ دے سکے۔ اس کے بعد ایسا تریاق بھی ایجاد کیا جائے جس سے ان کے زہر سے متاثرہ عوام کی رگوں سے اثر کو بھی زائل کیا جا سکے۔ مگر چینل چلانے کے لیے بھی'' کیپٹل'' کی ضرورت ہوتی ہے تو شاید صرف عوامی لوگ پروگرام میں بلانے سے'' کیپٹل'' میں کمی آ جائے تو اس کے لیے دونوں طرف سے ایک ایک فرد کو موقع دے دیا جائے۔ ایک ہی سوال دونوں سے کیا جائے تو نوجوان نسل کی ذہنی سطح کا علم ہو جائے گا۔ اپنی نوجوان نسل پر زبانی فخر کرنے کی بجائے ان کی صلاحیتوں کو ملکی مفاد کی خاطر استعمال کرنے کے رجحان کو بڑھاوا دینے کی کوشش کی جائے۔ مسائل پیدا کرنے والوں سے مسائل کا حل پوچھنے کا سلسلہ اب ختم ہونا چاہئے کیونکہ وہ مسائل کا حل بتا کر خود حل یا محلول ہونا نہیں چاہتے۔ دراصل جب تک ہم اپنے نظام کو شفاف نہیں بنائیں گے ہمارے مسائل کا حل ممکن نہیں۔ اس کے لیے سرمایہ داری اور طبقات کی دیوار کو گرا کر برابری کی فضاء قائم کرنا ہوگی جس میں عام لوگوں کی نوجوان نسل کو آگے انے کا موقع فراہم کیا جانا چاہئے۔ نوجوان نسل کو طبقات سے بالاتر ہو کر جب تک ہم مواقع فراہم نہیں کریں گے تب تک ہم مسائل کی دلدل سے باہر نہیں آئیں گے۔ سابقہ جمہوری حکومتوں کی طرح موجودہ حکومت کے مینڈیٹ کو بھی عوام کی اکثریت کی حمایت حاصل نہیں کیونکہ پاکستان میں اس وقت اکثریت نوجوان طبقے کی ہے جن میں زیادہ تعداد ان کی ہے جنہوں نے آج تک کبھی ووٹ ہی نہیں دیا۔ یوتھ کے کھوکھلے نعرے لگانے والوں کو چاہیے کہ نوجوان نسل کو کھڈے لائن لگانے کی بجائے ان کی مناسب حوصلہ افزائی اور رہنمائی کریں۔ اس کارِ خیر میں میڈیا بھی اپنا کردار ادا کرے۔ مجھے زیادہ خوشی اس بات کی ہوتی اگر ہاؤس آف لارڈز میں پاکستان کے کسی مزدور یا کسان یا پھر پسے ہوئے طبقات میں سے کسی کے فرزند کی کتاب کی تقریبِ رونمائی ہوتی یا پھر میر صاحب اپنی کتاب پہلے بھیج دیتے تا کہ کتاب بارے خوب گفتگو ہو سکتی۔ میں نے پاکستان برادرام خواجہ جمشید امام کو فون کر کے کتاب بھجوانے بارے درخواست کی تھی لیکن غلطی سے انہوں نے'' حامد میر کہانی'' بھیجنے کی بجائے عمران سیریز کی چند کتابیں بھیج دی ہیں، میں یہ سوچ رہا ہوں خواجہ اتنی بڑی غلطی نہیں کر سکتا۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن-سرے

sohailloun@gmail.com

24مارچ2012ء